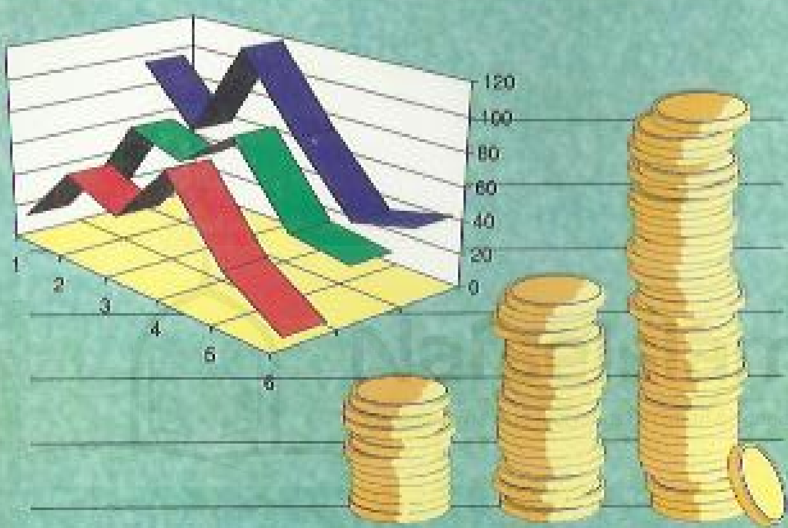
اسلام کا معاشی نظام اور
سوشلزم کی مالی تقسیم



لسان الہند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ

رکن مرکزی کونسل آل انڈیا مسلم لیگ، سیکریٹری نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس

صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان

ادارۂ پاکستان شناسی

اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم

(از)

مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

ادارۂ پاکستان شناسی
۳۵۔ رائل پارک لاہور ۵۴۰۰۰

نام کتاب : اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم

تالیف : مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ

بار اوّل : مئی ۱۹۶۹ء

بار دوم : ستمبر ۲۰۰۳ء

مطبع : گنج شکر پرنٹرز، لاہور

باہتمام : ادارہ پاکستان شناسی، ۳۳/۲ سوڈیوال کالونی، ملتان روڈ لاہور ۵۴۵۰۰
فون: ۷۴۴۸۶۲

تعداد : گیارہ سو

ضخامت : ۴۸ صفحات

قیمت : بیس روپے (۲۰/-)

تقسیم کار : اورینٹل پبلی کیشنز ۳۵۔ رائل پارک، لاہور ۵۴۰۰۰، فون نمبر ۶۳۶۳۰۰۹

مشمول

فہرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس نہ گردد در جہاں محتاج کس
نکتہ شرع مبیں این است و بس

ایک فطری مذہب ہونے کی حیثیت سے اسلام نے معاشی مسئلے کو اپنی بھرپور توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ، یعنی مستحق اور غریب لوگوں کی خبر گیری، انہیں اپنی آمدنی میں شریک کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کے بارے میں عنوان بدل بدل کر جس قدر تاکید کی گئی ہے اغلباً وہ دوسرے مسائل کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

اسلامی انقلاب کے دورِ آغاز کی مکی سورتیں بالخصوص اس موضوع سے بھری ہوئی ہیں۔ انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی، قیصر و کسریٰ کے استبداد اور شدید معاشی و معاشرتی تفاوت نے عام لوگوں کو جن مصائب و مشکلات میں مبتلا کر رکھا تھا اور جس طرح وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے تھے اسلام کی دعوت ان کے لئے ایسا پیغامِ رحمت بن کر آئی کہ وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ اونچ نیچ، بندہ و مولیٰ، غلام و آقا کے تصور سے یکسر پاک تھا، آپ نے اپنی مبارک زندگی قصداً عام آدمی کی سطح سے بھی نیچے اتر کر گزاری۔ اللہ کا حبیب اور کائنات کا محبوب ساری زندگی چٹائی کے فرش، مٹی کے برتنوں، معمولی کپڑوں، انتہائی سادہ کچے گھر اور عام آدمی کی خوراک پر فخر کرتا رہا۔ آپ نے اپنی پہلی تربیت کردہ جماعتِ صحابہ میں یہی روح پھونکی، خلفائے راشدین اور عام صحابہ کی انتہائی سادہ

اور تکلفات سے عاری زندگیاں اسلام کی معاشی تعلیمات کا حقیقی نمونہ تھیں۔

آگے صحابہ کرام کے عملی جانشینوں یعنی صوفیہ کرام، "غم ہیچ ندارم کہ ندارم ہیچ" کی عملی تصویر رہے ہیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی حیات طیبہ، حضرت ابوذر غفاری کا مال و دولت کے خلاف تاریخی احتجاج، امام ابوحنیفہ کا مزارعت کے خلاف فتویٰ، صوفیہ کی خدامت زندگیاں، شیخ جلال الدین تھانیسری[1] کا اراضی ہند کے بارے میں تاریخی فتویٰ اسی تسلسل کی کڑی ہیں۔

خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں ملوکیت در آئی اور بادشاہوں نے قیصر و کسریٰ کے طرز عمل اپنائے تو عام مسلمانوں نے اپنی عقیدت و محبت کا رخ اُن مشائخ و صوفیہ کی طرف پھیرا جو فقر محمدی کے نمونہ تھے انہیں محبتوں و عقیدتوں کے خراج ملے اُن کے ہاتھوں پر مخلوق خدا نے بیعت کی، ہر چند تلواروں کے خوف سے سر حکمرانوں کے سامنے جھکے مگر عام مسلمانوں کے دل ہمیشہ اُن لوگوں کے ساتھ رہے جو اپنی درویشانہ زندگیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین تھے۔

عام مسلمانوں نے ملوکانہ اداؤں کے مظہر اور مال دولت کے پجاری شاہوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا، اُن کا نصب العین اور معیار ہمیشہ سیرت طیبہ رہی۔ قرآن مجید نے اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ کہہ کر زمین پر انسانوں کی ملکیت کے دعووں کی نفی کی تو حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ فرما کر زمین کے وسائل میں بنی نوع انسان کے تمام افراد کو شامل کر لیا گیا۔

اس دور کا انسان معاشی حیوان کہلاتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی ملک کا عام انسان

---

[1] "شیخ جلال الدین تھانیسری (۸۹۶ـ۹۸۹ھ/۱۴۹۱ـ۱۵۸۱ء)، پاکستان و بھارت کے ایک مشہور بزرگ، شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آخری دور میں علوم رسمیہ سے اعراض کر کے خلوت نشین ہو گئے۔ تلاوت قرآن اور نوافل کا التزام کر لیا تھا۔ "تحقیق اراضی الہند" ان کی ایک کتاب ہے۔" (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۷۱) نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ "اسلام کا نظام اراضی" از مفتی محمد شفیع، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۹ء (ظہور الدین)

غربت، افلاس، ظلم اور محرومیوں کی چکی میں پس رہا ہو اور صرف حکمرانوں کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر ملک کو خوشحال قرار دے دیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور تہدید فرمایا تھا کہ

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا

تنگدستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

اسلام ایک رفاہی فلاحی حکومت کا تصور پیش کرتا ہے چونکہ اسلامی حکومت خدائی احکام کے نفاذ کی ذمہ دار اور امین ہوتی ہے لہٰذا اُس کا فرض ہے کہ وہ ریاست کے ہر فرد کے لئے بنیادی حقوق، روزی رزق، علاج معالجہ، گھر وغیرہ کی ذمہ داریاں قبول کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۃ ھود) فرما کر یہ ذمہ داری زمین میں اپنے خلفا پر ڈال دی ہے۔

استحصال، امیر کو امیر اور غریب کرنے والی تمام شکلوں کو اسلام نے سختی سے رد کر دیا ہے۔ مزارعت، آڑھت، کرائے پر مکان دینا، غیر حاضر زمیندار کا تصور، لامحدود جاگیرداری ایسے مسائل ہیں کہ اب ان کے بارے میں اسوہ اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں دوبارہ غور و خوض کیا جانا چاہئے جب تک ان کے بارے میں صاف، دوٹوک اور لگی لپٹی کے بغیر نظریات نہیں اپنائے جائیں گے ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستان کے مسائل بڑھتے جائیں گے۔

یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اس سے احادیث کے ذخیرے بھرے ہوئے ہیں قرآن مجید کی تعلیمات واضح ہیں۔

شدید ضرورت ہے کہ اس رخ کو جو حقیقی ہے سنت و اسوۂ رسول کے زیادہ قریب ہے اور وقت کی ضرورت ہے سامنے لایا جائے تاکہ بقول اقبال

جو حرفِ قُلِ الْعَفْوَ میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

کا مظاہرہ ہو۔

بنام جہاں دار جاں آفریں

عرضِ ناشر

تحریکِ پاکستان کو عوامی طاقت بنانے میں جن عناصر کا دخل تھا اُن میں علمائے کرام کو یقیناً امتیازی مقام حاصل تھا۔ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ (۱۱ر نومبر ۱۹۰۰ء۔ ۲۱ر جولائی ۱۹۷۰ء) اس قافلہ کے سالار تھے جن کی حمایت سے مسلم لیگ کی تحریک کو بڑی تقویت ملی۔ مولانا بدایونی اور جمہور مسلمانوں نے جب کھل کر مسلم لیگ اور قائدِاعظم کی تائید و حمایت اس شرط پر کی کہ پاکستان میں قرآن و سنت پر مبنی نظام حکومت ہوگا جس کی یقین دہانی قائدِاعظم[1] نے ان حضرات کو کرائی تھی۔ تمام مسلمان ایمانداری سے یہ بات سمجھتے تھے کہ اسلام کا دستورالعمل ہی ان کے تمام مسائل کا حل ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ انگریز کی حکومت اختیار کر کے مسلمانانِ ہند بے شمار معاشی[2]، سیاسی، تمدنی، ثقافتی، سماجی، مذہبی اور متعدد اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ مسلم زعماء کی ان

---

[1] ''حضرت قائدِاعظم اور حضرات مشائخ وعلماء کے درمیان اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں غالباً پہلا اور آخری تحریری معاہدہ مانکی شریف میں ہوا جس میں فریقین نے باضابطہ دستخط ثبت کئے۔'' (دیکھئے۔ شریف فاروق: چند یادیں، بحوالہ روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ر ستمبر ۱۹۸۴ء، مضمون بعنوان ''امین الحسنات حضرت پیر صاحب مانکی شریف'') نیز اس معاہدہ کی تصدیق آل انڈیا سنی کانفرنس (اجلاس اجمیر منعقد ۵/۶/۷ رجب ۱۳۶۵ھ/۷۔۸ جون ۱۹۴۶ء) میں سید محمد محدث کچھوچھوی کے خطبہ صدارت (الخطبۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء) سے ہو جاتی ہے۔ ظہور الدین

[2] معاشی طور پر مسلمان قوم اس قدر مفلوک الحال ہو چکی تھی کہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے ان کی نوے (۹۰) فی صدی سے زیادہ آبادی ہمسایہ قوم (یعنی ہندو مہاجنوں) سے سودی قرض لینے پر مجبور تھی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ''خطبہ صدارت جمعیت عالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس'' از مفتی الشاہ محمد حامد رضا خاں قادری، مطبوعہ مطبع اہلسنت بریلی ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء)

اسلام کے نزدیک اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ایک ضابطہ ہے چنانچہ علامہ نے کہا ہے

آب و ناں ماست از یک مائدہ
دودۂ آدم ''کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ''

انتہائی خوش آیند بات ہے کہ میرے دیرینہ دوست، محب، نایاب اور نادر کتابوں اور موضوعات کے عاشق ظہور الدین خان امرتسری نے نامور عالم دین، قائدِاعظم کے معتمد، قافلہ تحریکِ پاکستان کے فرد فرید، ادیب، خطیب، مجاہد مولانا عبدالحامد بدایونی کا ۱۹۶۹ء میں اس حساس اور اہم ترین موضوع پر لکھا ہوا رسالہ ''اسلام کا معاشی نظام'' تلاش کر کے دوبارہ چھاپ رہے ہیں، جہاں یہ رسالہ ہمارے بالغ نظر عالم دین کی دور اندیشی، وسعت نظری اور حالات و واقعات پر گہری نظر کی غمازی کرتا ہے ٹھیک وہاں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بانیِ پاکستان قائدِاعظم کے قریب ترین رفقا اور معتمد علیہ سرکردہ لیڈروں کا نقطۂ نظر کیا تھا اور وہ پاکستان کو کس قسم کا نظام دینا چاہتے تھے۔

میں اس رسالہ کی اشاعت پر ظہور الدین خان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ملک کے اربابِ بست و کشاد سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر اس ملک کو ایک فلاحی رفاہی مملکت میں تبدیل کرنا ہے تو بنیادی اور ہمہ گیر تبدیلیاں کیجئے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو نظامِ مے کشی بدلو
وگرنہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا!

فقیر سیّد محمد فاروق القادری
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

۱۳ر اگست ۲۰۰۳ء

تمام پہلوؤں پر گہری نظر تھی۔ اگر قائداعظم کے ارشادات وخطبات کا ہم (بتدریج) بالاستیعاب مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی حالت زار پر بے حد متفکر تھے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۰ ویں سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی[1]، ۲۴ مارچ / اپریل (؟) ۱۹۴۳ء میں قائداعظم اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو انہیں اپنے فرائض سے غفلت برتنے پر تنبیہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہاں میں ان زمینداروں اور سرمایہ داروں کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے خرچ سے بڑھے ہیں اور ایسے انتظامی طرز کے ذریعہ سے جو نہایت مجرمانہ اور پُر فساد ہے اور جس سے ان کو اس قدر خود غرض کر دیا ہے کہ ان سے بدلائیل (بدلائل) گفتگو کرنا دشوار ہے۔ عوام سے جاب منفعت ان کی رگ وپے میں داخل ہے وہ اسلام کا درس (اسلام کے احکام) بھول گئے ہیں (یا وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں)۔ لالچ اور خود غرضی نے ان کو ایسا کر دیا ہے کہ خود ان کو اپنی فربہی کے لئے دوسروں کے مفاد پامال (پامال) کر ڈالنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم آج بااختیار نہیں ہیں۔ آپ کہیں دیہات میں جایئے۔ میں نے دیہات دیکھے ہیں وہاں ہمارے لکھوکھا ہم قوم ہیں جنہیں بمشکل دن میں ایک مرتبہ غذا ملتی ہے۔ یہ تمدن ہے؟ یہ پاکستان کا حصہ ہے؟ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی اس طرح لوٹے گئے اور ان کو ایک وقت بھی کھانا نہیں ملتا ہے۔ اگر پاکستان کا تصور یہ ہے تو وہ مجھے نہیں چاہئے۔ اگر وہ عقل مند ہیں (یعنی امراء اور سرمایہ دار) تو انہیں چاہئے کہ دور حاضر کے حالات (نئے حالات) کے ساتھ ساز کریں (مطابق ڈھال لیں)۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا ان کی مدد کرے (تو

[1] دیکھیے۔ ''قائداعظم کا پیغام'' مرتبہ سید قاسم محمود، مطبوعہ الفیصل، لاہور جنوری ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۲

[2] پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تالیف ''پاکستان تصور سے حقیقت تک'' شائع کردہ بزم اقبال، لاہور (طبع ۱۹۹۷ء) میں مذکورہ اجلاس کی تاریخ ۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء نہیں ۲۴ اپریل ہے۔ ظہور الدین

پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے یا پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے) ہم تو ان کی (کوئی) مدد نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اوپر اعتماد کریں۔ ہمیں پس وپیش نہیں کرنا چاہئے وہ ہمارا مطمح نظر ہے ہم اسے حاصل کریں گے''۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا اقتباس (جو فی نفسہٖ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں) حضرت قائداعظم کے تیس (۳۰) صفحات پر محیط خطبۂ صدارت کا آخری حصہ ہے جسے آنریری سکریٹری صوبہ مسلم لیگ پنجاب، سید خلیل الرحمٰن[3] نے جولائی ۱۹۴۳ء میں تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا تھا، لیکن یہ بات راقم حروف کے لئے بڑی حیران کن ہے کہ ''خطبات قائداعظم'' کے مرتب اور مشہور مورخ سید رئیس احمد جعفری ندوی نے خدا جانے کس بنا پر اس کو نظر انداز کیا ہے اور اسی طرح قائداعظم پر شائع ہونے والی بعض دوسری کتب میں اس اہم خطبہ کو صرف نظر کر دیا گیا ہے۔ افسوس بقول ڈاکٹر محمد باقر مرحوم، جہاں پاکستان کے عوام کو علم سے بے بہرہ رکھا جا رہا ہے وہیں افراسیاب خٹک کے بقول، ہمارے حکمران طبقوں نے صرف ہمارے حال کے سماجی، معاشی اور فکری استیصال پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ہمیں اپنے ماضی کے بارے میں کنفیوز کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔'' افسوس قائداعظم کے مذکورہ فرمودات بھی کبھی ہمارے حکمرانوں کے پیش نظر نہیں رہے کیونکہ ''اُن کا واحد مقصدِ حیات تو اپنے اقتدار کا دوام اور اپنے ذاتی دشمنوں کا زوال ہوتا ہے۔''

آج کہ جب وطن عزیز میں غریب آدمی کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے اور جاگیردارانہ نظام، سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ مل کر اس ملک میں اپنے پاؤں پھیلا رہا ہے ایسے میں (ضرورت اس

[3] سید خلیل الرحمٰن ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۳ء تک پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری رہے۔ قرارداد لاہور کے بعد یونینسٹ کانگریس اور ان کے حواری نیشنلسٹ مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کی مخالفت میں بے پناہ واویلا مچایا تھا۔ اس کا موثر دفاع کرنے میں سید صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ مرکزی کابینہ میں بطور وزیر مملکت کام کرتے رہے۔ آپ کی قومی خدمات کے اعتراف میں حکومت پنجاب نے ۱۹۸۸ء میں ''تحریک پاکستان گولڈ میڈل'' سے نوازا۔'' (قاسم محمود، سید۔ ''انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا''۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور طبع سوم ۲۰۰۱ء، ص ۴۷۸)

امر کی ہے کہ) قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ان فرمودات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ نیز اسلامی نظام معیشت پر کتب شائع کی جائیں۔ زیر نظر کتابچہ "اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم" کی دوبارہ اشاعت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ادارہ پاکستان شناسی، برادر مکرم شاہد عامر قادری زید مجدہ (نبیرہ مولانا عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمہ) کا تہ دل سے ممنون ہے کہ موصوف نے پیش نظر کتابچہ کے علاوہ حضرت بدایونی کا تالیف کردہ رسالہ "بالشویزم اور اسلام" (جس میں بالشویزم کے اصول پر مدلل بحث کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے) بھی بغرض اشاعت عنایت فرمایا اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں اسلامیان ہند کی عظیم جدوجہد (جو ہمارا بے بہا ورثہ ہے) سے متعلق بعض دستاویز فراہم کی ہیں جن کی اشاعت سے وہ نقوش واضح ہو سکیں گے جنہیں دھندلا دیا گیا ہے۔

صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے وقیع اور فکر انگیز انداز میں زیر نظر کتابچہ پر ابتداءً چند صفحات تحریر فرمائے جس سے اس کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

ظہور الدین خان امرتسری

ادارۂ پاکستان شناسی لاہور

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا

ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کر دیا اور ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دی تاکہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں

اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم

حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبد الحامد قادری بدایونی
صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان
و رکن اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان

(مولانا) محمد محسن فقیہ الشافعی
ناظم مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان

مولانا عبد الواحد عثمانی قادری
ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان

نحن قسمنا بينهم معيشتهم فی الحیٰوۃ الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضهم بعضا سخریا

• ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کر دیا۔ اور ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دی تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے

اسلام کا معاشی نظام

مؤلفہ

حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان و رکن اسلامی مشاورتی کونسل

جس میں

بتایا گیا ہے کہ مال و رزق کی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے

سوشلزم۔ کمیونزم کی تقسیم دولت ایک فریب ہے

ناشران مولانا محسن فقیہ ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان۔

مولانا عبدالواحد قادری ناظم نشر و اشاعت

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان

نے

دفتر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان،

۲۱۴۔ پیر کالونی کراچی سے شائع کیا

مطبوعہ:۔ مشہور آفسٹ پریس۔ میکلوڈ روڈ۔ کراچی

قیمت:۔ ایک روپیہ پچاس پیسے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

اسلام مقدس اور اس کا صحیفہ قرآن مجید، فرقانِ حمید چونکہ عام انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات بن کر نازل ہوا اس کے اندر جامعیت کے ساتھ تمامی احکام پائے جاتے ہیں۔ ولادت و پیدائش کو اگر لیجیے تو اس کے متعلق واضح ہدایات ملتی ہیں پیدائش کے بعد بچے کے کانوں میں ندائے توحید و رسالت پہنچائی جاتی ہے۔ پھر رضاعت و دودھ پلانے کے مسائل وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے۔ ماں باپ کو حکم دیا گیا کہ بچے کی بہترین تربیت کریں اُسے سمجھاتے رہیں کہ تمام کاموں کا تعلق پیدا کرنے والے سے ہے۔ جس قدر اُس کا شعور ترقی کرتا جائے اُسے تعلیم دی جاتی رہے کہ ہر انسان اپنے خالق کے سامنے جواب دِہ ہوگا۔ اور اُس کا حساب لیا جائے گا۔ ہوش سنبھال کر اس قدر علم حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس سے انسان اچھے بُرے میں امتیاز کر سکے۔

اسلامی معاشیات

جو دین زندگی کے تمام شعبہ جات کے لئے ایک مکمل نمونہ پیش کرتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ معاشیات و اقتصادیات کی تعلیم نہ دیتا۔ اسلام نے معاش کے ہمہ گیر اصول ظاہر فرمائے۔ اس نے ہر شخص کو بتایا کہ وہ کمر ہمت باندھ کر خدا پر بھروسہ کر کے اپنا رزق حاصل کرے۔ اس امر پر یقین رکھتے کہ پیدا کرنے والا مجھے رزق عطا فرمائے گا۔ وہی تمام وحوش و طیور اور انسانوں کو روزی دیتا ہے۔

رزق خدا کے ہاتھ میں ہے

(۱) وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِي الۡاَرۡضِ   (۱) کوئی بھی زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ

إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۔ (سورۂ ہود)

اس کا رزق اللہ پر ہے ۔ اور وہ جانتا ہے کہ کب تک کس کو زمین پر ٹھہرنا اور کب اس کی طرف لوٹنا ہے ۔

انسان کے لئے وہی ہے جو وہ کوشش کرے

(۲) لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرٰى (سورہ النجم)

(۲) نہیں ہے آدمی کے لئے مگر وہی جو اس نے کمایا اور یہ کہ وہ اپنی کوشش

اسلام نے ایک انسان کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی اور تجارتی ۔ صنعتی و حرفتی ترقیاں کرتا رہے ۔ معاشیات کے شعبہ جات میں جسقدر بھی اُسے عروج حاصل ہو وہ اپنی معاشی راہوں میں خدائے پاک کے قوانین معاشیات پر عمل پیرا ہو ۔ اپنی دولت میں غریبوں ۔ محتاجوں ، پریشان حالوں ، ضرورت مندوں ۔ ذوی القربیٰ کو کو شامل رکھے ۔ جس طرح اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں کو مقدم رکھتا ہے اسی طرح دوسرے ضرورت مندوں کا خیال رکھے ۔

معاشیاتِ اسلامی میں فرقِ مراتب

معاشیاتِ اسلامی میں اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اسلام عام طور پر کسبِ حلال اور کسبِ معیشت کے لئے سب کو موقعہ دیتا ہے اور بحیثیت انسان کے تلاشِ معاش میں سب کو آزادی ہے لیکن فطری طور پر ہر ایک کی صلاحیتیں مختلف ہیں ۔

خدائے برتر نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے

(۱) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ

(۱) اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر

عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ (سورہ نحل)

رزق میں فضیلت دی ۔ جن کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے مال کا حصہ غلاموں کو اس طرح نہ دیں کہ مالک و مملوک برابر ہو جائیں ۔ کیا اس طرح اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ۔

(۲) نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (سورہ زخرف پارہ ۲۵)

(۲) ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کر دیا اور ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دی تاکہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں ۔

ان دو مبارک آیتوں میں انسانی فضیلت اور کسی کو اس قدر دینے کی ممانعت کی گئی کہ مالک و مملوک برابر ہو جائیں پھر دوسری آیت میں خداوند قدوس نے معیشت کی تقسیم کو اپنے ہاتھ میں رکھا ۔ بعض کو بعض پر اسلئے فضیلت دی کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے ۔

سوشلزم

آج سوشلزم ۔ کمیونزم تحریکات ۔ عوامی حقوق کی مساوات کا دعویٰ کرتی ہیں اور تقسیم کو اپنے ہاتھ میں لے کر جو طاقت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھی وہ اپنے چند ارکان کے قبضے میں دینے کی حامی ہیں ۔ اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم سب کو برابر اور مالی مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ جن ممالک میں کمیونزم ۔ سوشلزم کی حکومت ہے اور جنھیں حکومت کرتے ہوئے برسہا برس گزر گئے وہاں بھی امیر و غریب ۔ دولت مند و محتاج ہر قسم کے لوگ موجود ہیں ۔ جب خدائے تعالے کا فلسفہ ہی یہ جاری ہے کہ سب برابر نہیں ہو سکتے تو سوشلزم کا دعویٰ مساوات قطعاً بے اصل اور غلط ہے ۔

سوشلزم تحریک کا
اصل پس منظر

سوشلزم تحریک کو غریبوں، مزدوروں کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے مگر ان تحریکات کے قائدین کے خیالات قابلِ ملاحظہ ہیں۔

لینن لکھتا ہے:۔

"سرمایہ داروں کی غیر مرئی قوتوں نے انسان کے ذہن میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے جس سے ایک حاکمِ اعلیٰ کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسے آدمی نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ تو جب تک خدا کا خیال ذہنِ انسانی سے فنا نہ کر دیا جائے گا یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔"

یہی لینن مارکس کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں جو ماہنامہ "لیبر" میں ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا لکھتا ہے:۔

"مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے۔ اس لئے مارکس کے نظریئے کے مطابق تمام مذاہب و کلیسا سرمایہ داروں کے آلۂ کار ہیں۔ جن کے ذریعے فرد اور جماعت کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں لہٰذا مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتراکی کے لئے ضروری ہے تاکہ مذہب کا وجود مٹ جائے۔"

اسی لینن نے اپنی تقریروں میں زور دیا کہ

ہر خاص و عام اشتراکی کی زندگی کا نصب العین یہ

ہونا چاہئے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خدا کے غلبہ و تسلط کو چھین لے۔

کیونکہ اشتراکی نظام کا بدترین دشمن خدا کا وجود ہے۔

یہی لینن لکھتا ہے:۔

"ہم ان تمام اخلاقی حدود کی مذمت کرتے ہیں جو کسی مافوق الفطرت عقیدے کا نتیجہ ہیں ہمارے خیال میں اخلاق کا نظریہ ہمیشہ جماعت کے مفاد کی جنگ کے موافق ہونا چاہئے۔ ہر وہ حربہ جو قدیم غاصبانہ نظامِ معاشرت کے خلاف اور مزدوروں کی تائید میں استعمال کرنا ضروری ہو عین اخلاق ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ سب کچھ ناجائز ہے۔ چنانچہ جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب۔ دروغ بیانی۔ فریب دہی عین صداقت ہے۔"

آرنٹی باشیو اپنی کتاب میں لکھتا ہے:۔

"خواہشاتِ نفسانی کو بلاقید و پابندی فرد کرنا ہی عین فطرت ہے۔ اس کے لئے نہ ضمیر کی آواز کی پروا کرنا چاہئے نہ خدا اور انسانوں کے وضع کردہ اصول سے ڈرنا چاہئے۔ شراب نوشی۔ زناکاری کوئی معیوب باتیں نہیں ہیں۔ جن سے انسان خواہ مخواہ شرماتا پھرے۔ تیز اور تند فحش جذبات فطری جذبات ہیں جو چیز فطری ہو وہ کس طرح ناجائز ہو سکتی ہے۔"

یہ ہیں سوشلزم اور کمیونزم لیڈروں کے الفاظ جن سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے

کہ یہ جماعتیں غریب مزدوروں کا نام لے کر اوّل تو خداوند تعالیٰ کے وجود کے خلاف تبلیغ کو اپنا سب سے بڑا فریضہ سمجھتی ہیں اور ان کے نزدیک مذہب افیون کی گولی ہے۔ شراب نوشی۔ زناکاری میں ان کے نزدیک کوئی عیب نہیں۔

کوئی ذی عقل و ہوش انسان ان تحریکات کے محرکین کی تائید کس طرح کر سکتا ہے۔ ہاں وہی حمایت کرے گا جو محرمات کا عادی ہوگا۔ اسلام مقدس وراثت میں دولت کو ایک ہاتھ سے نکال کر بہت سے ہاتھوں میں دے دیتا ہے۔ جو دولت ایک جگہ سمٹی ہوئی تھی اسے مختلف افراد میں بانٹتا ہے۔ دولت و اموال کی تقسیم بھی اس صورت کے ساتھ کہ ایک فریق کو زیادہ سے زیادہ دولت مند بنا دیا جائے اور دوسرے کو بالکلیہ محتاج کر دیا جائے اسلام مقدس۔ فرق مراتب قائم رکھتے ہوئے اکتساب دولت و اموال کو ہر ایک شخص کی کوشش پر محوّل کرتا ہے۔ اسلام نے صاف طور پر ارشاد فرمایا۔

اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط

بے شک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگی کرتا ہے۔ (سورہ الروم)

رزق میں کشادگی اور وسعت دینا خدا کے اختیار و قبضے میں ہے البتہ اس نے ذرائع و اسباب تجویز کر دیئے۔

اسلام کا تجارتی نظام

اسلام مقدس نے تجارت کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی مختلف آیتیں ہماری رہنمائی فرماتی ہیں۔ عام کلیے کے طور پر ارشاد فرمایا:۔

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ

تمہارے لئے وہی ہے جو تم نے کمایا۔

(بقرہ)

تجارت میں ایمانداری کی شرط

اسلام مقدس نے تاجروں کو ایمانداری کی ہدایات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

(۱) فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (سورۃ اعراف)

(۱) انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کیا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

کم دینے والوں کی تباہی

(۲) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (سورۃ المطففین پ۳۰)

(۲) کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے لوگوں سے لیں تو پورا پورا لیں اور جب انھیں ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔

(۴) تجارت و احادیث نبویؐ

مسلم میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

(۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وان الله امر المؤمنين ما امر به المرسلين

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا پاک

ہے وہ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے اس نے مسلمانوں
کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا تھا۔

(۲) عن رافع بن خدیج قیل یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور (رواہ احمد)

(۲) رافع ابن خدیج راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کونسا کسب افضل ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ تجارت جو درست ہو جس میں جھوٹ فریب نہ ہو۔

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل طیباً وعمل فی سنۃ وامن الناس بوائقہ دخل الجنۃ۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور طریق سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو جنت میں داخل ہوا۔

(۴) عن جابر ابن عبد اللہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ رجلا سمحاً اذا باع واذا اشتریٰ واذا اقتضیٰ۔ (رواہ البخاری)

(۴) حضرت جابر ابن عبد اللہ راوی ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا اس پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے میں آسانی پیدا کرتا ہو۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسبِ حلال کا بہترین طریقہ تجویز فرمایا

حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم جہاں روحانی اور مذہبی پیشوا تھے وہیں آپ تجارتی معاملات میں بھی بہترین معلّم تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں ایک انصاری صحابی

پیش ہوئے جن کے پاس ٹاٹ کے دو ٹکڑے۔ ایک پینے کا پیالہ تھا۔ حضور کو جب معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا وہ چیزیں میرے پاس لاؤ۔ جب یہ لے آئے تو عرض کیا یارسول اللہ ٹاٹ کے دو ٹکڑے ہیں ایک کو اوڑھتا ہوں ایک کو بچھاتا ہوں۔ پیالے سے پانی پیتا ہوں اور کوئی سامان نہیں۔ آپ نے پیالہ لے کر ارشاد فرمایا۔

من یشتری ھٰذَین۔

ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟

ایک صحابی نے عرض کیا:۔

اَنَا اٰخذُھما بدرھم۔ — میں ایک درہم کو خریدتا ہوں۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

من یزید علیٰ درھم۔ — ایک درہم میں کون اضافہ کرتا ہے۔

دو درہم کو بولی ختم ہو گئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔

اشتر بھٰذا طعاماً فانبذہٗ الی اھلک واشتر بالآخر قدوماً فائتنی بہ۔

اس سے اناج خرید و اور اپنے گھر والوں کے پاس ڈال دینا۔ اور ایک درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حاجت مند انصاری نے ایسا ہی کیا کلہاڑی خرید کر حضور کی خدمتِ اقدس میں پیش کی۔ آپ نے دست مبارک سے اسکے اندر ایک لکڑی ٹھونک دی اور صحابی سے ارشاد فرمایا

"اِذْھَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اَرَیَنَّکَ خمسۃ عشر یوماً"

جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔ پندرہ دن سے پہلے میں تمہیں نہ دیکھوں۔

پندرہ دن تک یہ انصاری معاش پیدا کرتے رہے۔ جب پندرہ دن گزر گئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا" یارسول اللہ پندرہ دن میں دس درہم کی آمدنی ہوئی

جس میں سے چند درہم کے کپڑے خریدے اور چند درہم کا غلہ خریدا۔" حضور نے ارشاد فرمایا

هٰذا خيرٌ لكَ من ان تجيءُ والمسئلة نقطة فی وجهك يوم القيامة۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی)

یہ بھلا ہے تمہارے لئے اس بات سے اس حال میں کہ قیامت کے دن بھیک کے باعث تمہارے چہرے پر ایک داغ بنا ہوا ہو۔

حضور کی اس حکیمانہ نصیحت پر عمل کرنے سے اس صحابی کی معیشت سنور گئی۔

کسب حلال

طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة۔

حلال کسب کا کرنا فریضہ ہے ایک فریضہ کے بعد۔

جائز کسب کرنے کی صدہا مثالیں موجود ہیں، جن کو ہم چھوڑتے ہیں۔

اسلام میں اشیاء کی معاشی تقسیم

حضرات فقہائے کرام نے سمندر، چاند، ہوا اور آگ تک کی تقسیم کے مسائل کو پھیلا کر بیان فرمایا ہے اور اس طرح تقسیم فرمائی ہے کہ ان چیزوں کا بنی آدم میں کوئی مالک ہے یا نہیں۔ اگر مالک نہیں ہے تو قبضہ کرنے کے بعد بنی آدم اس کا مالک ہو سکتا ہے یا نہیں اِس طرح جن چیزوں کا کوئی مالک ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ مالک کی مرضی کے بغیر اسلام اُن پر دوسروں کو قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ اگر دیتا ہے تو اس کی کئی شکلیں ہیں اور اگر نہیں دیتا ہے تو ان چیزوں کے مالک

ہونے کے قانونی ذرائع کیا ہیں۔

سمندر کے پانی سے نفع حاصل کرنا

الانتفاع بماء البحر كالانتفاع بالشمس والقمر والهوا۔

آفتاب سے استفادہ کی نوعیت وہی ہے جو آفتاب۔ ماہتاب اور ہوا سے استفادے کا حکم ہے۔ یعنی ہر شخص کو ان سے استفادے کا حق حاصل ہے۔

معلوم ہوا کہ سمندر، ہوا وغیرہ اور پانی آفتاب، ماہتاب اور فضا کا کوئی مالک نہیں۔ اسی طرح ہوا کے پرندے، جنگل کے جانور، سمندر کے حیوانات ان سب کا کوئی مالک نہیں ہے۔ یہی حال جنگلی پہاڑوں، درختوں اور دیگر نباتات کا ہے۔

قاضی ابویوسف "کتاب الخراج" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اذا كان فی المغاذ والجبال على الاشجار وفی الكهوف فلا شئ فيه وهو بمنزلة الثمار تكون فی الجبال والاودية۔"

جب یہ چیزیں صحرا اور پہاڑوں، درختوں یا پہاڑوں کے غاروں میں ہوں تو ان پر کچھ نہیں ہے۔ یعنی حکومت ان پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کر سکتی اور اسی طرح کا حال ان پھلوں کا ہے جو پہاڑوں اور وادیوں میں ہوں۔

اراضیات و معاشیات

صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں:۔

"والارض فی الاصل نوعان مملوکة
والارض مباحة "غیر مملوکة
والمملوکة نوعان عامرة وخراب المباحة
ایضا نوعان نوع ھو من مرافقة البلد
والمحتطبا تھم ومرعی مراشیھم
ونوع لیس من انفقھا والمسمی بالموات"
ترجمہ :۔ زمین کی اصلاً دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ زمین جو کسی کی ملکیت ہے۔ دوسری قسم مباح یعنی جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ جو زمین کسی کی ملکیت ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک آباد اور دوسری غیر آباد۔ اسی طرح غیر مملوکہ مباح کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو لکڑی کے حاصل کرنے کی جگہ ہو، مویشیوں کی چراگاہ ہو۔ دوسری جس کا شمار موافق خطے سے نہ ہو۔ اس کا نام الموات ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ زمینیں بعض غیر مملوکہ بھی ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب ان پر کسی کا قبضہ نہیں تو ان کے مملوک ہونے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔؟ ابو داؤد شریف میں مروی ہے۔

من سبق مالم یسبق الیہ مسلم
فھو احق بہ۔
جس پر کسی مسلمان کا پہلا قبضہ نہ ہو جو پہلی بار قبضہ کرے گا وہی اس کا حق دار ہوگا۔

چاند، ہوا، آگ سے انتفاع

ہدایہ میں ہے :۔

"من سبقت یدیہ الیہ ملکہ
پہلی دفعہ جس کا قبضہ ہوگا وہی اس کا مالک ہوگا

مگر اس عام قانون کے باوجود بعض چیزیں ایسی ہیں جنھیں اسلامی احکام کے تحت خاص شرائط کے ساتھ اس قانون سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مثلاً آفتاب۔ ماہتاب ہوا وغیرہ اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔

سورج، چاند اور ہوا سے نفع حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا

ہدایہ میں ہے۔
"الانتفاع بالشمس والقمر والھواء
فلا یمنع من الانتفاع بہ علی ای
وجہ شاء۔
آفتاب، ماہتاب اور ہوا سے کسی کو نہیں روکا جا سکتا۔ جس طرح چاہے ان سے استفادہ کرے۔

بعض امور ایسے ہیں جن پر خواہ کسی کا قبضہ بھی ہو جائے لیکن عام مفاد کیلئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ انفرادی حیثیت سے ان کا کوئی مالک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انھیں مفاد عامہ کی خاطر پراپرٹی قرار دیا جائے گا۔

پانی، گھاس، آگ میں لوگ شریک ہیں

حدیث شریف میں وارد ہے :۔

"الناس شرکاء فی الماء والکلاء والنار"

(صحاح)

تین چیزوں میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھی
اور شریک ہیں۔ پانی، گھاس، آگ۔

چنانچہ اس حدیث شریف کے ماتحت یہ چیزیں عوام کی سمجھی جاتی ہیں

۱۔ پانی
۲۔ آگ
۳۔ گھاس
۴۔ ایسے معادن جن کی پیداوار کے حاصل کرنے میں کسی محنت و مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور عام لوگوں کی ضرورت کی اشیاء ان سے برآمد ہوتی ہیں۔
۵۔ آبادی کی چراگاہیں۔
۶۔ جنگل (جن کا کوئی مالک نہ ہو)
۷۔ آبادی کے اطراف کی ایسی زمینیں جن میں آبادی کرنے والے اپنا کاروبار کرتے ہیں جیسے کھلیان لگایا جاتا ہے۔
۸۔ شوارع عام، یعنی عام راستے۔
۹۔ آب پاشی کے خزانے۔

ایسی چیزیں نہ حکومت کسی کی انفرادی ملکیت میں دے سکتی ہے اور نہ ان کا مالک بنا سکتی ہے۔ انفرادی ملکیت اس پر طاری نہیں ہو سکتی۔ جب دوسرے گاؤں والوں کا نقصان ہو جنکی طرف یہ چراگاہ منسوب ہے۔

آگ کو حدیثوں کے اندر مفادِ عامہ کی مشترکہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ فقہائے کرام نے صراحت فرمادی ہے کہ جس نے آگ سلگائی اسے اس کا حق نہیں ہے کہ دوسروں کو تاپنے سے روکے۔

عام راستے

اسلامی قانون دانوں نے اسلامی فقہ کا یہ متفقہ مسئلہ بیان کیا ہے:۔

"ما کان من الشوارع والطرقات والرحال
بین العمران فلیس لاحد احیاءہ۔"

راستے۔ کوچے شہر کے میدان۔ چوک جو آبادیوں کے
درمیان ہوتے ہیں ان کے متعلق کسی کے لئے جائز
نہیں کہ ان کو آباد کرے۔

کسی شخص کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ انفرادی حیثیت سے ان پر قبضہ کرکے اپنی ملکیت بنائے البتہ اس قسم کی سڑکوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ کر عام طور سے جو لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں اور سڑک اتنی کشادہ ہے کہ راہ گیروں کو کوئی تنگی نہیں پیدا ہوتی تو ایسی صورت میں کشادہ اور وسیع مقامات میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی آسانی حاصل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جانے والوں کی راہ میں تنگی نہ پیدا ہو۔ اس قسم سڑکوں پر شہر کے عام باشندے استفادہ کر سکتے ہیں۔ حکومت کو بھی اس کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سڑکوں مسجدوں کے احاطے میں جسے رحاب المساجد کہا جاتا ہے اس قسم کے کاروبار کی اجازت دے سکتی ہے۔

بنجر اور غیر آباد مردہ

زمینوں کا قانون

اسلامی قوانین میں ایسی غیر آباد زمینوں اور علاقے جن کا کوئی مالک نہ ہو خواہ وہ کبھی آباد نہ ہوئی ہوں یا آباد ہونے کے بعد اس طرح ویران ہوگئی ہوں کہ اُن کا کوئی مالک نہ رہا ہو ایسی زمینوں کو اسلامی احکام میں موات مردہ زمین کہتے ہیں۔

ایسی تمام زمینیں عام باشندوں کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ ترمذی شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے۔

من احیا ارضاً میتۃ فھی لہٗ "

کسی مردہ۔ غیر آباد زمین کو جو آباد کرے گا

یہ زمین اُسی کی ہوگی۔

فقہائے کرام نے اجماع کیا ہے کہ

" ان الموات یملک بالاحیاء "

(مغنی صفحہ ۱۴۷)

مردہ زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک بن جائیگا

اس قسم کی زمینوں کو جب اس کے مالک چھوڑ کر لاپتہ ہوگئے ہوں اور وہ زمینیں اسلامی حکومت کے انتظام میں آگئی ہوں تو وہ اب پُرانے مالکوں کی ملک سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول کی مِلک میں داخل ہوجائیں گی۔ ایک ایسی زمین جو اسلامی عہد میں کسی خاص شخص کی ملکیت تھی لیکن اس کا مالک غیر آباد کرکے لاپتہ ہوگیا ایسی زمین کی متعلق فقہائے کرام نے فتویٰ دیا:۔

" انھا تملک بالاحیاء وھو مذھب

ابی حنیفۃ ومالک "

(مغنی)

آباد کرنے سے وہ زمین مملوکہ بن جاتی ہے۔ یہی

امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔

دجلہ، فرات جیسے بڑے دریاؤں میں زمینیں باہر نکل آتی ہیں اگر ان کے آباد کرنے میں کسی کا نقصان نہیں تو ان کا حکم بھی بنجر زمینوں کا ہے۔ ایسی زمینوں پر جب کسی کا مالکانہ تسلط ہوگیا تو امام ابو یوسفؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

مالک کے قبضے کے بعد

اسے نکالنا جائز نہیں

" فلا یحل لمن یاتی من بعدھم

من الخلفاء ان یرد ذالک ولا یخرجہ

من ید من ھو فی یدہ۔ وارثاً اومشتریاً۔

بعد کے جو خلفاء ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ

کسی امام کی عطا کی ہوئی جاگیر کو اُس شخص سے

واپس لیں جس کے قبضے میں جاگیر خواہ بطور

وراثت یا خریداری پہنچے:۔

کسی حکومت کے لئے یہ جائز نہیں کہ مملوکہ زمین قبضہ کرنے والوں سے چھینے۔ اسی طرح بنجر اراضی پر جس کا قبضہ ہوجائے اس کے متعلق کتب فقہ میں حسب ذیل عبارت موجود ہے۔

" ولَیْسَ للامام ان یخرج شیئاً

من ید احد "

امام وحکومت کو اس کا اختیار نہیں کہ کسی کے

قبضے اور ملکیت سے زمین کو چھین لے۔

مالک خود اپنی زمین کو کاشت کرائے یا اپنے بھائی کو دیدے،

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم میں ہے۔

من جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کانت لہ
ارض فلیزرعھا او لیمنحھا اخاہ
فان ابی فلیمسک ارضہ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مالک یا تو خود اپنی زمین کی کاشت کرے یا
اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دیدے۔ اگر وہ
کاشت کرنے سے انکار کرے تو اپنی زمین اپنے
لئے رکھے۔

اس حدیث شریف میں بلند اخلاق کی تعلیم دی گئی۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ملکیت سے نہ تو خود نفع اٹھائے نہ دوسرے کو نفع اٹھانے دے اور زمین کو غیر آباد رکھے۔ اسلامی معاشیات کے یہ بعض اجزا تھے جنھیں مختصر طریقے سے درج کیا گیا اسلامی نقطہ نظر سے زمین اور اس کی سب چیزیں خدائے پاک نے انسان کے فائدے کے لئے بنائی ہیں اس لئے انسان کا فطری حق ہے کہ زمین سے اپنا حق حاصل کرے اس حق میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ اسلامی اعتبار سے بحث تملیک کی ہے کہ قبضہ اگر جائز ہوا ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ جائز قبضہ اور تملیک کو باطل کردے۔

زمینات سے عُشر لینے کا قانون

اسلام نے جہاں یہ حکم دیا کہ پورے تجارتی سرمایہ پر ڈھائی فی صد سالانہ زکوٰۃ وصول کی جائے اسی طرح زمینوں کی زرعی پیداوار پر دس فی صد یا پانچ فیصد حصہ لیا جائے گا۔ بعض معدنیات کی پیداوار کا بیس فی صد حصہ حاصل کیا جائے گا اور یہ سارا کا سارا محتاجوں کی ضروریات پر خرچ کیا جائے گا۔ اسلام مقدس فرد اور جماعت کے مابین ایسا توازن قائم کرنا چاہتا ہے جس میں فرد کی شخصیت اور اُس کی آزادی برقرار رہے۔ اور اجتماعی مفاد کے لئے اُسکی آزادی نقصان رساں نہ ہو۔ اسلام کسی ایسے معاشی نظام کو قبول نہیں کرتا جو فرد کو جماعت میں گم کردے۔ اسلام معاشیات کے باب میں جو اصول تجویز کرتا ہے اس کے اندر زُہد، تقویٰ۔ صبر و توکل۔ سچائی خدا ترسی کے احکام شامل ہیں۔ یہ غرض اسلامی معاشیات کی ہرگز نہیں کہ فرد کے ہاتھ سے نکال کر چند افراد کے ہاتھ میں دولت منتقل کردی جائے۔ معاشیات کے سلسلے میں قرآن حکیم نے فرمایا۔

" فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص

(سُورۂ نحل)

کھاؤ تم اس رزق سے جو تمہیں حلال و پاکیزہ
عطا کیا گیا۔

معاشی ترقیات کے اسلامی اصُول

اسلام مقدس نے ایک مسلمان کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی، تجارتی۔ صنعتی و حرفتی ترقیات کرتا رہے۔ اور جائز طور پر نفع حاصل کرے۔ مگر خیال رہے کہ وہ اپنی دولت میں غریبوں محتاجوں پریشان حالوں کو شامل رکھے اور ان سب کے حقوق ادا کرتا رہے اور رفاہِ عامہ کی ضرورتیں جتنی بھی ہوں ان پر نگاہ رکھتے ہوئے جس قدر ممکن ہو ان گوشوں

پر خرچ کرتا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ عام طور پر تاجر و دولت مند معاشیات سے ہٹ کر عیاشی اور بے جا حرکات شنیعہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دولت مندوں کے لئے سب سے مقدم اموال و دولت کا راہِ حق میں خرچ کرنا ہے۔ جہاد جیسے اہم ترین اسلامی رُکن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی دولت کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ موجودہ دَور میں حالات شاہد ہیں کہ دولت کی فراوانی شیطانی مکروہات و ممنوعات کو دعوت دیتی ہے۔ شراب نوشی، عیاشی، حرام کاری، رقص و سرود اور دیگر محرمات میں ہمارا دولت مند طبقہ منہمک ہے۔ تجارت کا پیشہ انبیاء و مرسلین کا مبارک پیشہ ہے۔ اس لئے ہمارے تاجروں کے اعمال پاکیزہ ہونے چاہئیں۔

سونے چاندی کو راہِ خدا میں

نہ خرچ کرنیوالوں کا حال

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ
يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُوْنَ ۝

(سورۂ توبہ)

ترجمہ:۔ جو لوگ سونے چاندی کو راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے انھیں دردناک

عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ جس دن وہ تپایا جائے گا آگ میں پھر داغ دئے جائیں گے ان کے ماتھے پیٹھیں اور کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔

قرآن کریم اور اسلام نے معاشیات کے سلسلے میں جہاں دولت و ثروت۔ مال و اسباب جمع کرنے کی اجازت دی وہیں اِنفاق مال کے سلسلے کی تفصیلی ہدایات بھی دیں۔ اسلام نے ان جابر سرمایہ پرستوں کے غرور کے بت کو توڑا جنھوں نے دولت کے نشے میں غریبوں کو سطحِ انسانیت سے نکال دیا تھا۔ اسلام نے انھیں اجتماعی زندگی میں داخل ہونے کا مقام عطا فرمایا۔ حسنؓ، بلالؓ، صہیبؓ اور زیدؓ کو انسانیت کے تمام زیوروں سے مالا مال کیا۔ اور غریب و امیر کو ایک صف میں شامل کر دیا لیکن باوجود اس کے مالی مساوات قائم کر دینے کا نہ اسلام داعی نہ اُس کا مبلغ۔ اسلام معاشیات کے سلسلے میں جائز طریقے سے کاروبار کرنے۔ اِکتسابِ معاشی کے صحیح پہلو اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سود خوری۔ شراب نوشی۔ زناکاری عیاشی اور محرمات کے ذریعے سے جو آمدنی پاک و صاف ہو اس کے حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

مسئلہ سود

(۱)

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ
اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا
اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ

اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔

(سورہ بقرہ پ۳)

ترجمہ :۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں نہ کھڑے ہو سکیں گے (قیامت کے دن) مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ یہ اس قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسا ہی سود بھی ہے۔ حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام

(۲)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

(سورۂ بقرہ پ۳)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود دوسرے لوگوں پر باقی ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال لھم سواء۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حضور نے ارشاد فرمایا سود لینے دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے معاملۂ سود کی گواہی دینے والے ان سب پر حضور نے لعنت بھیجی۔ اور فرمایا کہ ارتکاب معصیت میں یہ سب برابر ہیں۔

شراب

شراب کو شریعت میں اُمّ الخبائث فرمایا گیا ہے۔ جو تمام برائیوں اور خباثتوں کی جڑ ہے۔ وہ تھوڑی ہو یا بہت۔ اس کا ایک قطرہ تک حرام ہے۔ دواءً بھی پینا حرام ہے۔

عن دیلم بن حمیری قال قلت یارسول اللہ انا بارض باردۃ ونعالج فیھا عملاً شدیدا ونتخذ شرابا من ھذا القمح نتقوی بہ علے اعمالنا وعلے برد بلادنا قال ھل یسکر قلت نعم قال فاجتنبوا قلت ان الناس غیر تارکیہ قال ان لم یترکوہ قاتلوھم۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت دیلم ابن حمیری نے روایت فرمایا میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم سرد زمین کے رہنے والے ہیں جہاں سخت محنت کا کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں

سے قوت حاصل کرنے کے لئے شراب بناتے ہیں تاکہ سرد مقام پر کام کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ شراب نشہ لاتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا اس سے بچو۔ میں نے عرض کیا لوگ اسے چھوڑنے والے نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر نہ چھوڑیں تو انھیں قتل کر دو۔ اس حدیث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ سرد ملکوں میں جہاں شراب پینے پر انحصارِ حیات ہے وہاں بھی شراب حرام ہے۔

اسی طرح دواءً بھی اسے استعمال نہ کرنا چاہیے۔ پس ایسی نجس چیز کا کاروبار کرنا اس کاروبار کی معاونت کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ آج شراب فیشن میں داخل ہو گئی ہے۔ پارٹیوں۔ دعوتوں۔ شادیوں۔ ہوٹلوں۔ بازاروں میں کثرت سے اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ جب تک اس لعنت سے ہمارا ملک پاک صاف نہ ہوگا، معاشرے کے اندر گندگیاں بڑھتی رہیں گی۔ معاشی لحاظ سے شراب کو اپنی معاش بنانا اور اس کی تجارت کرنا حرام ہے۔

فقہا کا مقام

فقہِ اسلامی جس کی طرف سے عام طور پر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ بیزار اور متوحش کر دیا گیا ہے۔ کاش وہ کتبِ فقہ کے تفصیلی احکام و مسائل کا مطالعہ کرتا تو اسے علم ہو جاتا کہ فقہائے عظام نے مسائلِ فقہیہ کی تحقیق و تشریح میں کیسی کیسی عقلی دلیلیں پیش فرمائیں۔ فقہ کی مشہور کتاب "ھدایہ" جو چوٹی کی کتاب ہے اس کتاب کی بحثیں دلائل کے اعتبار سے اس قدر منطقی قسم کی دی گئی ہیں کہ یہ معلوم

ہوتا ہے کہ گویا ھدایہ ایک منطق کی کتاب ہے۔ فقہائے کرام نے اپنی عمریں مسائل کی تحقیق و تدقیق اور مسائل کی ترتیب و تبویب اور اُن کی تشریحات میں صرف فرمائیں وہ انھیں کی ہمت تھی۔ فقہائے کرام نے سارے علوم کی تکمیل کی۔ تفسیر قرآنی میں کافی طور پر ڈوبے پھر احادیث نبویہ کی تلاش اور اس کی تحقیق میں اپنا کافی وقت صرف کیا۔ ہزاروں حدیثیں زبانی یاد کیں۔ پھر قرآن و حدیث دونوں کو ملا کر ان دونوں کے درمیان تطابق پیدا کیا۔ اسماُ الرجال کا پورا فن مرتب کیا جس کے ماتحت ہزاروں راویوں کے حالات گویا ان کی تاریخ مرتب ہو گئی۔ قیاس اور اجتہاد کا عنوان قائم کیا۔ قیاس اور اجتہاد کے لئے جو شرائط تجویز فرمائیں آج ان قیود کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عالم بھی مجتہد ہونے کا مدعی نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ عامی اور چند ادیب مؤرخ نامہ نگار یا اپنے اندر کسی جدید علم میں کمال رکھنے والے افراد۔

پھر حضرات محدثین و فقہائے کرام کا ایک ایک حدیث کی تلاش اور حدیث کے حصول کے شوق میں سیکڑوں میل کا سفر کرنا۔ راستوں کی ناہمواریاں۔ صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے احادیث نبویؐ کی سماعت کرنا اور ان احادیث کی جانچ پڑتال اور معیارِ حدیث پر پوری اترنے کے بعد ان احادیث کو اپنے حافظے میں محفوظ کرنا اور ان احادیث کو کتابوں میں اس طرح یکجا کر دینا کہ ایک فقیہ و محدث و عالم مسائل کے تلاش کرنے والے کو پوری تحقیق اور عنوانات کے ماتحت سارا مواد مل جاتا ہے جسے پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان فقہانے ہمارے زمانے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر یہ تحقیق فرمائی۔

اسلامی معاش کے مسائل کا خلاصہ

کتاب و سنت اور کتب فقہ میں اسلامی معاشی نظام پر اس قدر تفصیل کے ساتھ آیات و احادیث اقوالِ فقہاء و مجتہدین موجود ہیں کہ معاش کے سارے پہلو

بے نقاب ہوجاتے ہیں ۔ ان احکامات وتعلیمات کا ماحصل یہ ہے کہ معاش اور کسبِ حلال کے لئے جائز اقدامات کرتے رہنا تجارت وکسبِ حلال میں رضائے باری تعالیٰ کو سامنے رکھنا لازمی ولابدی ہے ۔

دَولت کا مَصرف

ایک کسب کرنے والا اگر لاکھوں کروڑوں روپیہ بھی کمائے تو اسلام اسے اسکی اجازت دیتا ہے ۔ مگر انفاق مال کے لئے زکوٰۃ ۔ حج کرنا ، غریبوں بے کسوں محتاجوں ، مزدوروں ، اجیروں کے حقوق ادا کرنا ۔ رفاہِ عامہ کے کاموں پر خرچ کرنا راہ جہاد میں اپنی دولت زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کو لازم فرماتا ہے ۔

دَولت کی تقسیم

دولت زیادہ سے زیادہ یا کم سے کم اسلام کسی بھی دولت کو فرد واحد کے پاس دواماً محفوظ نہیں رہنے دیتا ۔ بلکہ اس دولت مند کے ورثا میں تقسیم کرکے دولت کے ٹکڑے کرتا ہے تاکہ جو دولت ایک فرد میں سمٹی ہوئی تھی وہ پشت در پشت وارثوں میں بٹ جائے ۔ نفسِ سرمایہ داری بُری چیز نہیں البتہ سرمایہ پرستی ناجائز ۔ غیر محمود ہے سرمایہ دار اور سرمایہ پرستی میں فرق عظیم ہے ۔ جو مال جائز طور پر ایک شخص نے کمایا تو ایسے کمانے والے کو سرمایہ دار کہتے ہیں ۔ مطلقاً سرمایہ داری نہ ممنوع ہے نہ ناجائز ۔ البتہ وہ سونا اور چاندی جو تجوریوں میں بند کردیا جائے اور اس پر سود در سود وصول کیا جائے وہ اسلامی معیشت میں ناجائز وحرام ہے ۔

اسلام کا قانونِ ملکیت

اسلام نے کسی چیز پر تملیک کی شرط لگائی ہے تو جب وہ مالک کو جائز طور پر حاصل ہوجائے تو اب مالک کے قبضے سے نکال کر کسی دوسرے کے قبضے میں دینا

تقسیم کرنا ناجائز و ناروا ہے ۔ مالک زمیندار ہو یا سرمایہ دار اس کے قبضہ سے جبر و ظلم کرکے سوشلزم کے نام پر جو دولت نکالی جائے اور مالی مساوات کے دعوے کے تحت سوشلزم کے چند قائدین کو ان کا مالک و متصرف قرار دیدیا جائے یہ بات عقل و شعور ، دیانت ، اخلاق انسانی ۔ تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے ۔ مذکورہ بالا عنوانات اور ان کے متعلق پیش کردہ مختصر بحثوں سے واضح ہوگیا کہ مالی مساوات نہ کہیں قائم ہے نہ کی جاسکتی ہے ۔ سوشلسٹ تحریک کا پس منظر ہر پاکستانی کو یاد رکھنا چاہیئے یہی ہے کہ انسان خدا دشمن بنکر مذہب کو فنا کرنے میں مشغول ہوجائے شراب نوشی ۔ زنا کاری عام ہوجائے ۔ فحش کاری ۔ بے حیائی بے غیرتی رقص و سرود جگہ جگہ پھیل جائے ۔

عورت اور پردہ

قرآن کریم نے حکم صادر فرمایا کہ عورتیں پردہ میں رہیں پردہ عورت کی حفاظت و عزت کے لئے لازم کیا گیا

سورۂ نور ۔ سورۂ احزاب میں مختلف آیات پردہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں مثلاً چند آیات درج ذیل ہیں ۔

(۱) يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ہ (سورۂ احزاب)

(۱) اے نبی اپنی بیبیوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس لئے کہ الگ پہچان لیجائیں گی اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

(۲) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ۔ (سورۂ احزاب)

(۲) اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو ۔

آیۃ ۲ میں یہ ارشاد فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کیطرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو ۔ موجودہ زمانہ

میں بھی جن بے پردگیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ زمانۂ جاہلیت کی تقلید ہے سوشلزم وغیرہ تحریکات میں عورت کا آزاد پھرنا معاشرے کا جزو بنتا جا رہا ہے۔ جب عورت مردوں کے ساتھ نشست و برخاست کریگی اور آزادانہ حیثیت سے زندگی بسر ہوگی تو اسکے نتائج بڑے سے بدتر ظاہر ہونگے خاص طور پر عورت کی پاکدامنی خطرہ میں پڑجاۓ گی۔

عورت کی پاکدامنی

احادیث نبوی میں پاکدامنی کے متعلق ارشاد ہوا:۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَھَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس عورت نے پنجوقتہ نماز پڑھی اور مہینہ بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔

زنا

اسیطرح اسلام کے نزدیک زنا ایک شدید قسم کی نجاست ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰیٓ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَسَآءَ سَبِیْلًا۔ (بنی اسرائیل)

زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بیحیائی اور بُرا چلن ہے۔

اسلام مقدس نے عورت کو تاریکیوں، ذلتوں سے نکالکر تمامی حقوق انسانیت سے مالا مال فرمایا۔ عورت ایک معلمہ فقیہہ محدثہ۔ مورخہ منتظمہ۔ سب کچھ بنائی گئی۔ اسلام سے قبل مردوں کے ہاتھوں عورت کے ساتھ بڑے سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا اُن سارے مظالم سے قرآن کریم اور ارشادات نبویہ نجات دلانے کا ایک مکمل ضابطہ

حیات عورت کیلئے تجویز فرمایا حدود مقرر فرمائیں جن پر مرد و عورت دونوں کو چلنا پڑے گا۔ اسنے ان حدود میں عورت و مرد کو پاکیزہ زندگی سکھائی پاکدامنی کو لازم کیا۔ نامحرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اپنے حسن کی نمائش کرنا ان سارے کاموں کو غیر کے سامنے انجام دینے کی ممانعت فرمائی۔

احادیث متعلق زنا

سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے زنا جیسی نجاست کے متعلق سخت تاکیدی احکام صادر فرمائے۔

چنانچہ ارشاد ہوا۔

عن زید بن خالد قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یامر فیمن زنے ولم یحصن جلد مائۃ وتغریب عام۔ (رواہ البخاری)

زید بن خالدؓ راوی ہیں میں نے حضورؐ کو اُس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جسنے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا اُس کے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک برس تک جلاوطن کیا جائے

لواطت کا ردِعمل

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر ڈالو۔

اس قسم کی بکثرت احادیث و آیات شریفہ موجود ہیں جن سے زنا کاری کی تباہ کاریوں سے روکا گیا ہے۔ ان تمام محرمات اور بداعمالیوں سے بچانے کیلئے اسلام نے معاشرتی نظام قائم کیا اور نکاح کا طریقہ تجویز فرمایا۔ سوشلزم اور کمیونزم تو زناکاری کو کوئی عیب نہیں بتاتا

بلکہ اُس کے اندر عورت حکومت کی ملک ہے ایک عورت بہت سے مردوں سے تعلقات رکھ سکتی ہے اسی طرح مرد

پس سوشلزم بدکاریوں بداعمالیوں و نجاستوں ناپاکیوں کا مخزن ہے جسکے اندر خواہشاتِ نفسانی کو بلا قید و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس تحریک میں خداوند برتر کے وجود کو ختم کرنے اور اُسکے خلاف تبلیغ کرنا سوشلسٹ تحریک کا جزو اعظم ہے۔ جسے کوئی بھی مذہب پرست فرد کسی طرح برداشت اور قبول نہیں کرسکتا۔ دینداری حشر و نشر و قبر مرنے کے بعد دوبارہ جینا حساب و کتاب کا معاملہ تو ان تحریکات کے مجوزین و معاونین کے یہاں سرے سے موجود نہیں۔ اسلامِ مقدس کے احکام سے سوشلزم تحریک قدم قدم پر ٹکراتی ہے۔ جنکی تفصیلات اگر ہم یہاں نقل کریں تو کتاب صرف ان عنوانات پر کافی اوراق لے لیگی اسلئے اختصار پر اکتفا کیا گیا۔

اسلامِ مقدس پاکیزہ اخلاق و عاداتِ اعمالِ حسنہ کا داعی ہے اُس کے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب کبار تابعین و اولیائے کاملین نے بہترین سیرت و کردار پیش کیا جو اعمال شنیعہ سے پاک تھا۔ اسلام نے معاشرے پر جو پابندیاں عائد کیں اُن پر شاہ و گدا تاجر و بادشاہِ وقت، عامل، عالم، صوفی درویش سب ہی کو عمل کرنا لازم قرار دیا گیا۔ معاشرے کو تمام عیوب سے پاک و صاف رکھا گیا۔ اور اسلامی معاشرہ کیلئے مفصل ابواب و فصول تشریحات و تفاصیل کے ساتھ پیش کر دی گئیں۔

پاکستان جو کتاب و سنت کی بنیاد پر حاصل ہوا اور جسے دستور کا جزو قرار دیدیا گیا وہاں سوشلزم کی لعنت کسی طرح برداشت و قبول نہیں کیجا سکتی نہ اُسے یہاں پنپنے کا موقع دیا جائے گا۔ یہ ہے پاکستان کے عوام و خواص کے جذبات کا خلاصہ۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان
و رکن اسلامی مشاورتی کونسل۔
۳ اپریل ۱۹۶۹ء

مولانا عبدالحامد بدایونی..... ملی وسیاسی خدمات پر روزنامہ ''پاکستان'' لاہور کا تبصرہ



مرتب: سید نور محمد قادری (مرحوم)
نظر ثانی: ظہور الدین خاں امرتسری
پبلشرز: ادارہ پاکستان شناسی، ملتان روڈ لاہور
قیمت: ۳۰ روپے صرف

مولانا عبدالحامد بدایونی تحریک آزادی کے ایک سالار تھے، وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے رکن اور مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر بھی رہے۔ مولانا بدایونی کا تحریک پاکستان میں شاندار کردار رہا جو تاریخ پاکستان کا ایک روشن باب ہے۔ ان کے کارناموں سے موجودہ اور آنے والی نسلوں کو باخبر رکھنا بہ ضروری ہے۔ سید نور محمد قادری (مرحوم) نے یہ خدمت انجام دی اور اب اس مختصر کتاب پر ظہور الدین خاں امرتسری نے نظر ثانی اور اضافوں کے بعد اسے شائع کیا ہے۔ ان کی یہ خدمت قابل تحسین اور خیر مقدم ہے۔

تحریک پاکستان کے ایک اور مجاہد مولانا عبدالستار خاں نیازی (مرحوم) کے خیال میں ''یہ کام مسلم لیگ کو کرنا چاہئے تھا کہ وہ اکابر تحریک پاکستان کے تاریخی کردار سے قوم کو آگاہ کرتی مگر ایسا نہیں ہو سکا جو قابل افسوس ہے''۔ مولانا بدایونی کی ملی اور سیاسی خدمات پر پہلی تحقیقی کتاب ہے۔ توقع ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کریں گی۔ کتاب عمدگی سے طبع کی گئی ہے اور قیمت برائے نام رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اہل پاکستان اس سے استفادہ کر سکیں۔

سنڈے میگزین ۱۷ نومبر ۲۰۰۲ء

تبصرہ نگار: نذیر حق